۱۴؍ مئی ۱۹۰۹ء

خطبہ جمعہ

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَةِ وَ الۡکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ وَ السَّآئِلِیۡنَ وَ فِی الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَی الزَّکٰوةَ۔ (البقرۃ:۱۷۸) کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

لوگوں کی عجیب عادت ہے کہ وہ بڑی باتوں کا ذکر نہیں کرتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے لڑائی کرتے ہیں۔ یہ ایک مرض ہے۔ میں نے اس مرض کا تماشا دو جگہ دیکھا۔ ایک بڑا عہدیدار ہمارے ڈیرے پر آگیا۔ اس نے جو شلوار پہنی ہوئی تھی وہ ٹخنوں سے نیچی تھی۔ میں وہاں موجود نہیں تھا۔ ایک میرے داماد تھے۔ انہوں نے چھوٹی سی چھڑی جو ان کے ہاتھ میں تھی اس رئیس کے ٹخنے پر لگا کر کہا مَا اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ فِی النَّارِ (بخاری۔ کتاب اللباس) یہ بہت بری بات ہے۔ وہ اس سلوک سے آگ ہی تو ہو گیا۔ اس نے کہا نالائق انسان! تجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ مذہب اسلام کو بھی مانتا ہوں یا نہیں۔ میرا

طریق کیا ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح ہے یا نہیں۔ اگر میں تمہارا مقابلہ کروں تو تجھے ایسا ذلیل کروں کہ پھر کبھی ایسا کرنے کا نام نہ لے۔

اسی طرح میں ایک دفعہ امرتسر تھا۔ صبح کی نماز میں ایک صاحب آگئے اور وہ میرے ساتھ دس بجے تک پھرتے رہے۔ میں نے قرآن شریف کی بہت سی باتیں سنائیں۔ اتفاق سے میرا پاجامہ نیچا ہو گیا تو اس نے جھٹ اعتراض کر دیا۔ میں نے کہا بدبخت! تجھے میری خوبی تو کوئی نظر نہ آئی۔ کہا میں تو عیب چینی کی نیت سے ہی ساتھ شامل ہوا تھا۔

اسی طرح میں ریل میں تھا۔ ایک امیر شخص کی خاطر میں نے اسے ایک دو نکات قرآنی سنائے۔ اس نے کہا کوئی طبابت کی بات کیجئے۔ قرآن تو آپ کو آتا نہیں۔ میں نے کہا یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟ کہا آپ نے آیت علم قرات کے مطابق نہیں پڑھی۔

میں نے یہ بات اس لئے سنائی تا تمہیں معلوم ہو کہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو تو پکڑتے ہیں مگر بڑی باتوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ گھر میں آئے ہیں۔ بی بی نماز کی سست ہے۔ شرک میں گرفتار ہے۔ اس سے کوئی پرخاش نہیں' کوئی لڑائی نہیں لیکن اگر ہانڈی میں تھوڑا سا نمک بھی زیادہ پڑ گیا تو گھر والوں کی شامت آگئی۔ دیکھو یہ کیسا ظلم ہے۔ اسی طرح میں نے گاؤں میں دیکھا۔ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر رفع یدین اور آمین پر ڈانگوں سے لڑتے ہیں۔ میں نے ایسے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے کئی ہیں جو نمازوں کے سست ہیں تو وہ کہنے لگے نماز کیا ہوتی ہے؟ اس کے نہ پڑھنے سے تو گنہگار ہی ہوتے ہیں مگر رفع یدین اور آمین میں تو ایمان کے جانے کا خطرہ ہے۔

غرض لوگ آپس میں عجیب عجیب طور سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے ہیں اور بڑے نقصانوں کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ جب میں بہت ہی چھوٹا تھا تو ہمارے شہر میں غالباً صرف دو ہندوؤں کے گھر تھے جن کا زمیندارہ تھا۔ باقی سارے شہر کا زمیندارہ مسلمانوں کے قبضے میں تھا جو تعداد میں بارہ ہزار ہوں گے اور ہندو چھ ہزار۔ ہندوؤں کو حقارت سے کراڑ کہتے تھے مگر آج وہی کراڑ ہیں کہ مسلمانوں کی تقریباً ساری زمینوں کے مالک ہیں۔ بجائے اس کے کہ مسلمان انہیں کراڑ کہیں اب شاہ جی کہتے ہیں جو اس سے پہلے سیدوں کو کہتے تھے۔ پھر مسلمانوں میں باہمی اس قدر عناد ہے کہ میونسپلٹی میں جب رائے لی گئی تو مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کے حق میں رائے دی۔ یہ حالت کیوں ہوئی؟ میں نے دیکھا جو شخص آسودہ ہو وہ خود پسند اور خود رائے ہو جاتا ہے۔ کسی کو مانتا نہیں۔ جو کچھ دل میں آتا ہے وہی سچ سمجھتا ہے۔ تکبر کا یہ حال ہے کہ جسے چند روز صحت یا جتھا مل جاوے یا مقدمہ میں کامیاب ہو جائے اور تدبیریں مفید پڑ جائیں

وہ خدائی کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

دیکھو! عرب کے لوگوں میں قریشی سادات کہلائے۔ ان کا بچہ بچہ سید کہلاتا۔ قریش ایک جانور کا نام ہے جو کئی جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ چونکہ یہ ساری دنیا کو کھا گئے اس لئے قریش ان کا نام ہوا۔ مگر جب ان میں آسودگی آئی تو یہ ایسے بگڑے کہ جس قدر بدکاریاں' بدعتیں' بدمعاشیاں' نماز روزہ کی سستیاں' قرآن سے بے توجہیاں ہیں ان کی جڑ انہی گھروں میں ہے۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ تھوڑا سا رزق ملتا ہے تو اکڑباز بن جاتے ہیں۔ حالانکہ غور کرو تو وہ اتنا سامان ہوتا ہے کہ جس سے بمشکل قحط کے دنوں میں پیٹ کا دوزخ بھرا جا سکے۔ مگر کہتا ہے او ہم فلانے کو کیا سمجھتا ہے۔ نہ تو مسلمانوں میں باہمی ہمدردی ہے' نہ قومی جوش ہے' نہ خلوص ہے۔ یہ تو دنیا کا حال ہے۔ دین کے معاملات میں بھی اتفاق نہیں۔ سنی شیعہ کی مسجدیں کچھ مدت سے الگ ہوئی ہیں۔ مقلدوں اور غیر مقلدوں کی مسجدیں میرے دیکھتے دیکھتے الگ ہو گئیں۔ اب مرزائیوں کا تسلط ہو جائے تو وہ غیر مرزائیوں کو نماز نہ پڑھنے دیں تو یہ بات مجھے پسند نہیں۔ دیکھو یہاں نہ تو کوئی ہندو ہے نہ سکھ نہ آریہ۔ میں تمہیں سناتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میں نے بھیرہ کی بات کوئی اپنا وطن سمجھ کر نہیں سنائی۔ مدت ہوئی میں بھیرہ کا خیال بھی چھوڑ چکا۔ اب نہ میری زبان وہاں کی ہے' نہ لباس' نہ میرے بچوں کا وہ طرز ہے۔ میں نے صرف تمہیں ایک واقعہ سنایا تا تم عبرت پکڑو۔ تمہاری خود آرائیاں' خودپسندیاں' دوسروں کی پروا نہ کرنا' صبر کو اختیار نہ کرنا' یہ مجھے پسند نہیں۔ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں کہ جب تک پاک نمونہ نہ بنو گے کامیاب نہ ہو سکو گے۔

میں ایک جگہ مدرس تھا۔ میرے ایک مہمان آیا۔ اس شہر کا پانی کھاری تھا۔ عورتیں صبح دریا سے بھر لاتی تھیں۔ دریا کا راستہ مدرسہ کے مشرق کی طرف تھا۔ مجھے اس نے بلایا ذرا باہر آؤ۔ جب میں گیا تو مجھے کہا دیکھو مسلمان عورتیں' گھڑوں پر کاہی جم رہی ہے' میل سے ایسے بھرے ہیں کہ دیکھ کر گھن آتی ہے۔ ہوا چل رہی تھی۔ کہا دیکھو یہ مسلمان عورتیں تہ بند باندھے ہوئے ہیں اور کیسی بے پردہ ہو رہی ہیں۔ ان کے بعد ہندو عورتیں گزریں۔ گلبدن کے پاجامے پہنے ہوئے' سروں پر گاگریں جو مانجھ مانجھ کر ایسی شفاف بنائی ہوئیں کہ نظر نہ ٹھہر سکتی تھی۔ مجھے کہنے لگا کہ تم مسلمانی لئے پھرتے ہو۔ اب اگر کوئی اجنبی یہاں آئے تو اسے کونسا مذہب اختیار کرنے کی تحریک ہو سکتی ہے۔ کیا یہ پچھلیاں ان اگلی عورتوں کا نمونہ دیکھ کر مسلمان ہو سکتی ہیں؟ افسوس تم لوگ عملی حالت اچھی نہیں بناتے۔ رنڈیوں کے بازاروں کو دیکھو۔ سب مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ پوچھو کہ مسلمان ہیں' تو کہیں گے شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ محب اہل بیت ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہر قسم کے شہدے' گنڈے' جعلساز' جھوٹی

قسم کھانے والے مسلمانوں میں موجود ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ آریہ' عیسائی کیا دیکھ کر مسلمان ہوں۔ کیا قیامت کو؟ قیامت تو مرکر دیکھیں گے۔ تم مرنے سے پہلے بھی انہیں کچھ دکھاؤ۔ دیکھو صحابہ کرامؓ نے کیا پاک نمونہ دکھایا۔ ہمت' استقلال' جان نثاری' توحید کے لئے مال' جان' وطن چھوڑ دیا۔ اپنے آقاؐ کی اطاعت میں محویت پاکبازی تھی۔ ان میں خودپسندی' خودرائی نہ تھی۔ وہ حرام خور نہ تھے۔ حلال طیب کھاتے تھے۔ اس رکوع کے ابتداء میں فرماتا ہے۔ تم مشرق مغرب کو فتح کر رہے ہو یہ نیکی نہیں۔ نیکی تو اس وقت ہو گی جب اس فتحمندی کے ساتھ اللہ پر تمہارا ایمان ہو گا۔ اگر اللہ پر ایمان نہیں تو پھر تمہاری ہستی کیا ہے۔ پھر یوم آخرت پر ایمان ہو۔ جو لوگ کہتے ہیں "دنیا کھایئے مکر سے روٹی کھایئے شکر سے" وہ بے ایمان ہیں۔ دیکھو جب تک خشیت اللہ نہ ہو' آخرت پر ایمان نہ ہو' حرامخوری سے نہیں رک سکتے۔

میں نے ریاستوں میں رہ کر دیکھا' وہاں نوشیروانی ہوا کرتی تھی۔ ایک شخص عرضیاں سنایا کرتا تھا۔ ایک اہل غرض نے اس عرضیاں سنانے والے کو سو روپیہ دیا کہ تم یہ عرضی اس ترتیب سے سنا دینا۔ چنانچہ اس نے عرضی بڑی عمدگی سے سنائی اور کہا حضور! بڑی قابل توجہ ہے اور ساتھ سو روپیہ رکھ دیا کہ اس نے مجھے رشوت کا دیا ہے۔ رئیس کے دل میں عظمت بیٹھ گئی کہ یہ کیسا ایماندار آدمی ہے۔ میں اسے جانتا تھا کہ وہ بڑا حرامخور ہے۔ میں نے کہا یہ کیا؟ کہا مولوی صاحب آپ نہیں جانتے۔ یہ سو روپیہ ظاہر کر دیا۔ اس سے پچھلا تو ہضم ہو جائے گا اور آئندہ کے لئے راہ کھل جائے گا۔ یہ راجہ لوگ تو الو ہوتے ہیں۔ ہم نے اس حیلہ سے اپنا الو سیدھا کر لیا۔

دیکھو میرے جیسا شخص اگر خائن ہو جائے تو ہزاروں روپے کما سکتا ہے۔ مگر آخرت پر ایمان ہے جو اس بات کا وہم تک بھی آنے نہیں دیتا۔ مسلمانوں کو سمجھاتا ہے کہ فاتح ہونے میں بڑائی نہیں بلکہ ایمان باللہ و ایمان بالیوم الآخر میں بڑائی ہے۔ پھر ملائکہ پر ایمان ہو جو تمام نیک تحریکوں کے مرکز ہیں۔ پھر اللہ کی کتابوں پر اور اللہ کے نبیوں پر ایمان ہو۔ پھر خدا کی راہ میں کچھ دے۔ میں نے تجربہ سے آزمایا ہے جو کنجوس ہو وہ حق پر نہیں پہنچتا۔ بعض دفعہ سخاوت والے انسان کے لئے کسی محتاج کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ "جا تیرا دونوں جہان میں بھلا" اور پھر وہ عرش تک پہنچتی ہے اور اسے جنت نصیب ہو جاتا ہے۔

ایک یہودی تھا' وہ بارش کے دنوں میں چڑیوں کو چوگا ڈالا کرتا۔ بزرگ ملاں تھا اس نے حقارت سے دیکھا۔ اور یہ ملاں بڑی بدبخت قوم ہوتی ہے ایسا ہی گدی نشین۔ ملا نمبردار کے ماتحت ہوتا ہے اور گدی نشین کو تو سب کچھ حلال ہے۔ رنڈیاں ان کے دربار کی زینت ہیں۔ نماز روزہ کو جواب دے رکھا ہے۔ بزرگوں کے نام سے کھاتے ہیں۔ خیر! ایک وقت آیا کہ وہ یہودی مسلمان ہوا۔ وہ حج کو گیا۔ وہاں

ملاں بھی حج کر رہا تھا۔ اپنا روپیہ کب خرچ کیا ہو گا۔ کرایہ کا ٹٹو بنکر گیا ہو گا۔ یہودی نے کہا۔ دیکھا وہ جو گا ڈالنا ضائع نہ گیا۔

ایک واقعہ رسول کریمؐ کے زمانے میں بھی ایسا ہوا کہ کسی نے سو اونٹ دیئے تھے۔ پوچھا کیا وہ اکارت گئے؟ فرمایا نہیں۔ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان) اسی سے تو تمہیں اسلام کی توفیق ملی۔

پس فرماتا ہے کہ مال دو باوجود مال کی محبت کے۔ غیروں کو دیتے ہیں مگر رشتہ داروں کو دینے میں مضائقہ ہوتا ہے۔ فرمایا ان کو بھی دو اور یہ نہ کہو کہ اس کے باپ کے دادا کو ہمارے چچا کے نانا سے یہ دشمنی تھی۔ پھر فرمایا یتیموں کو' مسکینوں کو' مسافروں کو' اللہ کے نیک کاموں' اسلام کی اشاعت میں خرچ کرو۔ مشکلات کے تین وقت آتے ہیں۔ ایک قرض' سو اس میں بھی امداد کرو۔ ایک غریبی جس میں انسان بہت سی بدیوں کا ارتکاب کر گزرتا ہے۔ ایک بیماری۔ فرمایا ان سب میں استقلال سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دیوے۔

(بدر جلد ۸ نمبر ۴۰--۲۹/ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۲)

☆-☆-☆-☆